OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0132, PP: 282-294

خیبر پختونخوا میں سکھوں کے معاشرتی مسائل کا شرعی جائزہ اور ان کا حل

Analysis of the Social Problems of Sikh in the light of sharia and their solution in Khyber Pakhtunkhwa

Published: 31-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Dr.Fazli Hadi
Assistant professor in Islamiat
government post Graduate College Swabi
Email: fazlihadi730@gmail.com

Dr. syed Rashid Ali
Chairman Department of Socialogy,
Abdul Wali Khan University, Mardan
Email: syedrashi@awkum.edu.pk

Dr.Shahid Amin
Lectuer ,Department of Islamic & Religious Studies ,
Hazara University,Mansehra
Email: shahidaminn@live.com

Abstract

The study is conducted with a view to analyze the social problems of the Sikh community in Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan in light of the Islamic Sharia. Khyber Pakhtunkhwa was reservation for various religions from ancient times and Sikh creed is one of them. Guru Nanak is its founder and its successor Ranjit Singh has ruled this province for some time i-e (1834-1849) but later on unable to maintain its kingdom and supremacy. The author has collected the major social problems from the social, political, business men and other influential people of various districts through face to face interviews and other print and electronic media. The study find these major problems: registration of marriage act, building of Shamshanghaat, educational curriculum and minority seats in educational institutions, census problems, free celebration of cultural and religious festivals, pending of social and religious cases in courts and teasing of the children in schools by saying kafir kafir etc. The study concluded that, the Islamic Sharia allows them full social freedom under certain conditions and keeping in view the sentiments of the Muslims which is an important part of the Islamic history.

Keyword: *Social Problems, Sikh creed, .Khyber Pukhtun Khwa, Islamic Sharia, Quran, Hadith.*

تعارف:

سکھ مت بابا گرونانک (1469-1538) سے منسوب مذہب ہے۔آپ لاہور کے قریب قصبہ تلونڈی موجودہ ننکانہ صاحب میں پیدا ہوئے تھے ۔آپ ہندو مسلم اتحاد اور مساوات کے دلدادہ تھے۔اوہام پرستی، کثرت پرستی، ذات پات اور نسلی امتیاز کے سخت مخالف تھے۔آپ کی تعلیمات کالب لباب عشق خداوندی، تصوف، توحید پرستی اور عدم تشدد وغیرہ تھا۔ آپ کی وفات کے بعد سکھ مت میں دس گرُو پیدا ہوئے، جنہوں نے سکھ مت کے لئے راہنما اُصول و قواعد بنائے، ان میں نمایاں پانچویں گرو ارجن[1] (1563-1606) ہیں جنہوں نے سکھوں کو ایک باقاعدہ جماعت بنایا اور ان کے لیے مذہبی کتاب "گرنت صاحب" کو ترتیب دیا اور امرتسر میں "ہری مندر" کے نام سے ایک عبادت خانہ بھی بنایا۔ اس کے علاوہ سکھوں سے اپنی تنظیم منظّم بنانے کے لئے عشر وصولی کا اہتمام کیا جب کہ دسویں گرو گوبند سنگھ نے سکھوں کو ایک جداگانہ سیاسی اور مذہبی تشخص دیا۔ دسویں گرو نے "خالصہ" یعنی شیر کے نام سے ایک جداگانہ جماعت تشکیل دی اور اپنے مذہبی کتاب گرو گرنت میں مزید اضافے کئے اور اپنے پیروکاروں کے لئے خاص طرز زندگی، رسم ورواج اور خاص اصول خمسہ وضع کیے۔[2]

ہر مذہبی سکھ کے لئے بال، کڑا، کنگھا، کچھیرا اور کرپان رکھنا لازمی ہیں۔ سکھ مت کے عقائد میں سے تناسخ، کرم اور کسی حد تک توحید پرستی موجود ہے ان کے مذہبی عبادت گاہ کو "گردوارہ" کہتے ہیں جہاں وہ صبح وشام مذہبی کتاب موسیقی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ گرپورب، ویساکھی اور بندی چھوڑ ان کے مذہبی تہوار ہیں جو نہایت اہتمام سے مقررہ دنوں میں منائے جاتے ہیں۔

سکھوں نے 1834 تا 1849ء تک اس خطے پر حکومت کی لیکن بعد میں انگریزوں نے سکھوں سے حکومت چھین کر خود اس خطے کے حکمران بن گئے۔ اس خطے میں سکھ اقلیت کے مکانات اور جائیدادئیں بھی موجود ہیں لیکن اب صوبہ خیبر پختونخوامیں یہ کمیونٹی مختلف مسائل سے دوچار ہے۔ سکھ کمیونٹی کے حالات پر کئی لوگوں نے کام کیا ہے لیکن کسی نے اس کمیونٹی کے معاشرتی مسائل کو فیلڈ میں جاکر معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔

اس غرض کے لئے محققین نے بذات خود صوبائی سطح پر اقلیتوں کے سول سوسائٹی، کاروباری، سیاسی اور معاشرتی نمائندوں کے ساتھ تفصیلی انٹرویوز اور ملاقاتوں کا اہتمام کیا اور اس مقصد کے لئے ان کے گھروں، حجروں اور حتیٰ کہ ان کے عبادت گاہوں پر جاکر ان کے انٹرویو کیے ہیں۔ نیز دستیاب سافٹ ویئرز، انٹرنیٹ اور اخبارات کی مدد سے ان کے جملہ معاشرتی مسائل معلوم کیے اور بعد ازاں غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر شرعی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل بھی تجویز کیا ہے۔ ان کے معاشرتی مسائل ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

شادی ایکٹ اور نکاح رجسٹریشن کا مسئلہ:

> "صوبہ خیبر پختونخوا میں اقلیتوں کے لئے کوئی شادی ایکٹ نہیں ہے جس کی وجہ سے ہماری کم عمر لڑکیوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے مسلمان کرکے ان کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں کئی ایک مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی ضمن میں سرکاری ملازمین کے مرنے پر پنشن کی تبدیلی، میاں بیوی کا ہوٹلوں میں قیام اور شادی شدہ عورت کا کسی غیر مرد سے پسند کی شادی کرنے جیسے مسائل سرفہرست ہیں[3]۔"

شرعی جائزہ:

مسلمان اور کافر کے مابین ازدواجی تعلق قائم کرنا اختلاف مذہب کی وجہ سے حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ﴾[4]

"اور مومنو! مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔ اور اسی طرح مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا۔"

کسی کی مذہب کو جبراً تبدیل کرنا خلاف شرع ہے البتہ کوئی غیر مسلم بطیبِ خاطر ایمان لا کر پھر مسلمان مرد یا عورت سے شادی کرنا چاہے، تو شریعتِ اسلامی کے مطابق یہ فعل دُرست ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

﴿مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلاَّ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ ﴾[5]

" ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اِس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

انسؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

﴿ كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيّﷺيَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهْوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّﷺ وَهْوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ ۔﴾[6]

" نبی کریم ﷺ کا ایک یہودی خادم لڑکا بیمار ہوا تو نبی ﷺ اس کی تیمارداری کے لیے سرہانے بیٹھ گئے اور اسے اسلام کی دعوت دی تو لڑکے نے باپ کی اجازت سے اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے باہر آ کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسے آگ کے عذاب سے بچایا"

مذکورہ بالا احادیث اور حضرت علیؓ کی قبولیتِ اسلام کی روشنی میں "بدرالدین عینی (855ھ) نے عقل مند بچو کے اسلام لانے کو درست قرار دیا ہے جس کا دلیل حضرت علیؓ کی بچپن میں قبولیت اسلام اور نبی کریم ﷺ کا اسے درست قرار دینا ہے اس وقت ان کی عمر سات یا آٹھ سال تھی۔ پس انھوں نے کہا ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کا اسلام جائز ہے اور اسے مسلمان والدین کو اسلام لانے پر مجبور کرنا چاہیے اور اگر وہ اسلام سے پھر جائے تو اس کے بلوغ تک انتظار کیا جائے اگر اسلام لائے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے"[7]

اور الزیلعی کے مطابق مکلّف آزاد عورت کا نکاح بغیر ولی کے بھی درست ہے۔ وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَة---

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ﴾[8]

" پس وہ اپنے حق میں پسندیدہ کام یعنی نکاح کرلیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں"

﴿فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾[9]

" تو ان کو اپنے شوہروں کے ساتھ جب وہ جائز طور پر راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکو"

مذکورہ بالا تمام آیات مبارکہ میں نکاح کی نسبت عورت کی طرف منسوب ہے۔"[10]

قال ابن عابدین "فَإِذَا زَوَّجَتْ الْمُسْلِمَةُ نَفْسَهَا وَكَانَ لَهَا أَخٌ أَوْ عَمٌّ كَافِرٌ، فَلَيْسَ لَهُ حَقُّ الِاعْتِرَاضِ لِأَنَّهُ لَا وِلَايَةَ لَهُ وَقَدْ مَرَّ أَوَّلَ الْبَابِ أَنَّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهَا فَنِكَاحُهَا صَحِيحٌ نَافِذٌ مُطْلَقًا وَلَوْ مِنْ غَيْرِ كُفْءٍ أَوْ بِدُونِ مَهْرِ الْمِثْلِ "[11]

ابن عابدین کا قول ہے " پس جب کوئی مسلم عورت اپنا نکاح خود کرلے جب کہ اس کا کافر بھائی یا چچا ہو تو اسے اعتراض کا حق نہیں کیونکہ اسے ولایت حاصل نہیں جیسے کہ پہلے گزرا ہے کہ جب بغیر ولی عورت نکاح کرلے تو وہ صحیح اور نافذ ہوگا اگرچہ بغیر مہر مثل اور کفو کے ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام ہر انسان کی فطرت میں داخل ہے اور جو شخص فطرت پر نہ ہو، وہی اسلام سے روگردانی کر سکتا ہے، اِسی لیے فقہائے کرام کے نزدیک جو بچہ یا بچی شعور اور تمیز کی عمر کو پہنچ جائے اور اِس میں دین ومذہب کی پہچان پیدا ہو جائے، اِس کا قبول اسلام معتبر ہے۔ جب باشعور بچے کا اسلام قبول کرنا معتبر ہے، تو بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرنا بطریقہ اولیٰ معتبر اور مقبول ہوگا۔

فقہائے کرام کے نزدیک اگر کوئی عاقلہ بالغہ لڑکی اسلام قبول کرنے کے بعد کسی مسلمان لڑکے سے نکاح کرلے، تو یہ شرعاً جائز ہے، لیکن اگر وہ ابھی بالغہ نہ ہو اور اسلام قبول کرکے مسلمان لڑکے سے نکاح کرلے، تو اس کے اسلام کی طرح اِس کا نکاح بھی معتبر ہوگا۔ اس کے اسلام اور نکاح پر غیر مسلم ولی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں کیونکہ غیر مسلم کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔

" لہٰذا اِس بات کا مطالبہ بے جا اور غلط ہے کہ اٹھارہ (18) سال سے کم عمر لڑکی کو مسلمان کرکے اس سے نکاح کرنا جُرم شمار کیا جائے۔ بلکہ شریعت کسی غیر مسلم کے مشرف باسلام ہونے اور اپنی عصمت کی حفاظت کی خاطر نکاح کرنے کی حوصلہ افزائی اور تحسین کرتی ہے اور مسلمان ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ایسے افراد کو مکمل تحفظ فراہم کرے" [12]

مسئلے کا حل:

سکھ کمیونٹی کے افراد اس ملک کے باقاعدہ شہری ہیں ان کے جان ومال دوسرے پاکستانیوں کی طرح محترم ہیں لیکن جہاں تک شادی ایکٹ کا مسئلہ ہے تو حکومت کی طرف سے 1917 میں اقلیتوں کے لیے شادی ایکٹ پاس کردیا گیا ہے، جس کا نفاذ ایک قانونی اور ٹیکنکل معاملہ ہے۔ جو ابھی تک حل طلب ہے جو مذہبی اسکالروں اور علماء و مشائخ کی مشاورت سے حل ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر مذکورہ بالا شقیں اس ایکٹ میں داخل نہ ہو، تو اُس کو داخل کرنا چاہیے۔

شمشان گھاٹوں کا مسئلہ:

صوبے کے اہم اضلاع میں ہمارے لئے کوئی شمشان گھاٹ نہیں ہے جہاں ہم اپنے مُردوں کو اپنے مذہبی رسم ورواج کے مطابق جلا اور دفنا سکیں۔ کئی سال قبل حکومت نے اس کی تعمیر کیلئے 10 ملین روپے مختص کئے تھے لیکن آج تک کوئی عملی کام نہ ہوا۔ پشاور صدر میں ہم نے اپنے ایک ذاتی قبرستان میں پانچ لاکھ روپے سے ایک نجی شمشان گھاٹ بنایا ہے لیکن لوگ ہمیں یہ مذہبی رسم ادا نہیں کرنے دیتے جس کی وجہ سے ہمیں مجبوراً دریائے سندھ (خیر آباد) آنا پڑتا ہے [13]۔

شرعی جائزہ:

شریعت اسلام نے ہر ذی روح کو جلانا حرام کیا ہے۔ کیونکہ آگ سے جلانا یا آگ سے تکلیف اور عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے، نہ کہ کسی انسان کا۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ کرامؓ کو کسی کے جلانے کا کہا لیکن بعد میں رجوع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا﴾ [14]

" میں نے تمھیں فلاں فلاں کے جلانے کا حکم دیا تھا اور یقیناً آگ کا عذاب دینا اللہ ہی کا کام ہے پس اگر تم کو وہ دونوں ہاتھ آئیں تو قتل کرینا۔" نیز ایک اور قول بھی آپ ﷺ سے منقول ہے:

﴿ لاَتُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ ﴾[15]۔

" اللہ کے عذاب کی طرح عذاب نہ دو"

مسئلے کا حل:

اقلیتوں کا اپنے مُردوں کو جلانا اُن کی مذہبی رسومات میں داخل ہے لیکن انہیں مسلم اکثریت کے احساسات اور جذبات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔اسلامی تعلیمات کی رو سے وہ صرف سماجی، سیاسی اور قانونی امور میں اسلامی ضابطوں کی پابندی کریں گے جب کہ باقی معاملات میں انہیں اپنے دین و مذہب پر چلنے کی آزادی حاصل ہوگی۔مگر نئی عبادت گاہ یا نیا مقبرہ (جس میں نیا شمشان گھاٹ بھی شامل ہے)کے لئے ان۔او۔سی (NOC) لینا چاہئے جب کہ تقسیم ہند سے قبل موجود مقبروں کی تعمیر ومرمت کی اجازت ہوگی[16] لہٰذا مسلمانوں کو وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے مذہبی رسومات پر چیں بجبین نہیں ہونا چاہیے۔

درسگاہ اور نصاب تعلیم کے مسائل:

"پشاور جوگن شاہ میں نجی گورمکھی سکول کے علاوہ ہمارے اپنے تعلیمی ادارے نہیں اور بعض تعلیمی اداروں میں ہمارے بچوں کو ایڈمشن نہیں ملتا جیسا کہ رسالپور آرمی سکول کا ایک پرنسپل ایک پاکستانی سکھ امرجیت سنگھ کے بیٹے کو داخلہ دینے سے انکاری تھا جب سفارش سے داخل کیا گیا تو بعض اساتذہ اور طلباء انہیں کافر کافر اور سکھ سکھ سے پکار پکار کرکے تنگ کرتے تھے۔ بعض مسلمان بچے سکھ بچوں سے "کیس اور پگڑھی" کھینچتے ہیں۔ کبھی نصاب میں ہمارے اکابرین کے اچھے کارناموں کی بجائے منفی کارناموں کو بیان کیا جاتا ہے جیسے ساتھویں جماعت کی تاریخ کی کتاب میں نویں سکھ گرو" گرتیک بھادر" کو ایک ظالم حکمران ظاہر کیا تھا۔"[17]

شرعی جائزہ:

دین اسلام ایک روادار اور معتدل دین ہے۔ کسی بھی انسان کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا اس میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ ﴾[18]

" اے ایمان والو! ایک مرد دوسرے مردوں سے مذاق نہ کریں ہوسکتا ہے جن کا مذاق اُڑایا جارہا ہے وہ ان سے

بہتر ہو۔"

قرآن نے ایک دوسرے مقام پر اس فعل قبیح سے مسلمانوں کو روکتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ﴾[19]

"اور آپس میں ایک دوسرے میں عیب نہ نکالو اور نہ ایک دوسرے کا خراب ناموں سے پکارو۔ کیوں کہ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ کہلاتا ہے۔"

عیب جوئی کرنے اور غلط ناموں سے کسی کو پکارنا اسلام ہیں ممنوع ہے، جس میں دین وملت کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ فقہاء نے کسی نان مسلم کو کافر یا جہنمی کے القابات سے یاد کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[20]

"اور جو لوگ ایک اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں اُنھیں گالیاں نہ دو۔"

غزوہ خیبر کے دوران ایک یہودی نے پیغمبر ﷺ سے مسلمانوں کی شکایت کہ وہ ہمارے جانور ذبح کرتے ہیں پھل توڑتے ہیں ہماری عورتوں کو زدوکوب کرتے ہیں اور ہمارے گھروں میں بھی گھستے ہیں تو آپ ﷺ سخت ناراض ہوگئے اور نماز کے بعد خطبہ دیکر مسلمانوں کو اس قبیح فعل سے منع فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ، إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ﴾[21]

"اللہ تعالیٰ نے تمھیں اہل کتاب کے گھروں میں بغیر اجازت جانے کو جائز نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کے خواتین کو مارنا اور نہ ہی ان کے پھل (بغیر اجازت) کھانا جب کہ وہ اپنے اوپر مقرر جزیہ (وغیرہ) ادا کرتے ہو۔"

مسئلے کا حل:

قرآن وسنت پر صحیح انداز میں عمل کرنے سے انسان میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ جس کے بعد انسان کیا ایک وحشی جانور کو حقیر سمجھنا گناہ محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں کے منتظمین کو مذہبی منافرت کو ہوا دینے اور تذلیل انسانیت کے مرتکبین کا نوٹس لینا چاہیے۔

تعلیمی اداروں میں اقلیتوں کے لئے مختص حصے کا مسئلہ:

"تعلیمی اداروں میں اقلیتوں کے لئے پانچ فی صد حصہ مقرر ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہے جب کہ بعض اداروں میں کوئی ایک سیٹ بھی نہیں ہے[22]۔"

شرعی جائزہ:

اسلام دوست و دشمن، مسلم اور غیر مسلم کی تمیز کئے بغیر یکساں عدل پر زور دیتا ہے۔ تاہم اگر کسی نے ذاتی صوابدید پر کوئی تقسیم کیا یا جھوٹا فیصلہ کیا تو یقیناً یہ ناانصافی تصور ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫﴾[23]

"اے ایمان والو! اللہ ہی کے لئے عدل کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور کچھ لوگوں کی دشمنی تمھیں

بے انصافی کرنے پر مجبور نہ کرے کیوں کہ یہی تقویٰ کی بات ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ ربّ العزّت تاکیداً فرماتے ہیں:

﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾[24]

"اور جب کبھی لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا ہو تو عدل ہی سے فیصلہ کرنا۔"

مسئلے کا حل:

اسلام اپنے زیر سایہ اقلیتوں کے تمام بنیادی حقوق کا ضامن ہے کیوں کہ وہ بھی سربراہِ قوم کی رعایا ہیں۔ لہٰذا دوسری رعایا کی طرح سربراہِ قوم سے اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں بھی بازپُرس ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان حکمران اپنے اقلیتی رعایا کے حقوق پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بصورت دیگر گناہ گار ہوں گے۔

سکھوں کے خصوصی پروگرام پر پابندی:

"صوبہ کے سکھ کمیونٹی نے چند سال پہلے عیدین کے موقع پر تین دنوں کے لئے پاکستان کی سلامتی کے لئے ایک اسپیشل اجتماع مرتّب کیا تھا لیکن حکومت وقت نے ہمیں یہ کہتے ہوئے منع کر دیا کہ دوسرے دنوں میں اسے منعقد کریں۔"[25]

شرعی جائزہ:

شرعاً اقلیتوں کو اپنے مذہبی تہوار منانے کی آزادی حاصل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ان کے پروگراموں سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو کوئی نقصان نہ پہنچے جیسا کہ سیدنا خالد بن ولیدؓ نے 'اہل حیرہ" کے ساتھ ان الفاظ میں معاہدہ کیا تھا:

" وہ مسلمانوں کو جزیہ دینگے جس کے بدلے میں ان کے معابد، جان و اموال محفوظ ہونگے اور صرف اپنے عید میں ناقور و صلیب کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہو"[26]

مسئلے کا حل:

دین اسلام کسی کے تہذیب و ثقافت اور مذہبی ایام منانے کا مخالف نہیں لیکن مذکورہ سکھوں کے پروگرام سے مسلمانوں کے تہواروں میں خلل ڈالنے کا قوی خدشہ تھا نیز شرعاً انھیں اسلامی شعائر منانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے البتہ وہ اپنے تہواروں کو اپنی عبادت گاہوں یا اپنے مکانات پر متبادل دنوں میں منا سکتے ہیں۔

مالی نقصانات اور چوری کا مسئلہ:

جب کبھی ہم اپنے بابا گرونانک کے جنم دن یا دیگر مذہبی تقریبات میں شرکت کے لیے اپنے گھروں کو تالا لگا کر چلے جاتے تو یہاں ہمارے خالی گھروں میں اکثر چوریاں ہوتیں ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ کبھی کبھار اگر ہم اسکوٹر یا کوئی دوسری چیز دروازے پر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ جائیں تو فوراً چوری کر لیے جاتے ہیں، گویا لوگ ہمارے اموال کو چوری کرنا اور کھانا حلال سمجھتے ہیں[27]۔

شرعی جائزہ:

شریعت اسلامی اقلیتوں کے مال و دولت کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نجران والو کی جان و مال کی حفاظت کا یوں معاہدہ کیا تھا:

"نجران کے سب لوگوں، ان کے بیوی بچوں، اموال، حیوانات، زمینیں، عبادت گاہیں اور ان کے سب چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حفاظت میں ہونگے۔"[28]

جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں گذرا ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی نے آپ ﷺ سے مالی اور بدنی تکالیف کی شکایت کی۔ جس پر انھوں نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت گھسنے کو حلال نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کی خواتین کو مارنا اور ان کے پھل کھانا حلال کیا ہے جبکہ وہ واجبات بھی ادا کرتے ہوں۔"[29]

اسی طرح ایک دفعہ خلیفہ ثانی کو جابیہ میں ایک ذمی نے شکایت کی کہ

"مسلمانوں نے ان کے باغ کے انگور تھوڑ لئے ہیں۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ ایک مسلمان نے بھوک لگنے سے توڑے تھے فرمان جاری کیا کہ مالک کو اس کا تاوان دو۔"[30]

خلفائے اربعہؓ نے بھی ان کے اموال کی حفاظت کی تاکید کی ہے۔ اگر کسی مسلمان نے ان کے شراب اور خنزیر کو ضائع کیا تو وہ ان کا تاوان دے گا کیوں کہ یہ چیزیں ان کے محبوب مال ہیں[31]۔"

مسئلے کا حل:

شریعت اسلام سے ناواقفیت اور قانون کی حکمرانی کو پامال کرنے کی وجہ سے اقلیتوں کے املاک کو حلال سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ دین اسلام میں ان کے املاک اور جان و مال ایسے محفوظ ہیں جیسے ایک مومن کے محفوظ ہیں۔

قومی مردم شماری پر عدم اعتماد کا مسئلہ:

سکھوں کا ایک اہم گلہ یہ ہے کہ:

"جب بھی مردم شماری کی جاتی ہے ان کی آبادی کم ظاہر کی جاتی ہے جب کہ ہمای آبادی حقیقت میں کچھ اور ہوتی ہے نیز مردم شماری کے کاغذات میں دیگر قوموں کیلئے الگ الگ خانے ہیں لیکن ہمارے لئے کوئی الگ خانہ نہیں ہے۔"[32]

شرعی جائزہ اور حل:

یہ شرعی نہیں بلکہ ایک انتظامی اور معاشرتی مسئلہ ہے، جس کا حل کرنا حکومت کی قومی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ جس میں کمی بیشی کرنا جھوٹ اور خیانت ہے اور گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے خود مدینہ منورہ کی مردم شماری کی تھی۔

دوران ملازمت مسائل:

ان کا ایک نازک مسئلہ یہ بھی ہے کہ:

"دوران ملازمت مسلمان ساتھی ان کے ساتھ اکثر مذہبی بحث چھیڑ جاتے ہیں جس سے تنگ آکر ہمارے لوگوں کے لئے مذہب اور ملازمت میں سے کسی ایک کو چھوڑنا پڑتا ہے۔"[33]

شرعی جائزہ:

اسلام رواداری، برداشت اور مروت کا درس دیتا ہے۔ مذہبی آزادی پر یقین رکھتا ہے کسی کو ڈرا دھمکا کر زبردستی

مسلمان بنانا قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کی خلاف ورزی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾[34]

"دین میں کوئی زورزبردستی نہیں ہے، یقیناً صحیح بات غلط خیالات سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ [35]

"اور کہو اے پیغمبر! کہ یہ قرآن تمھارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے جو چاہتا ہے ایمان لے آئے اور جو نہیں چاہتا ہے کافر ہی رہے۔"

نبی کریم ﷺ اقلیتوں کی مذہبی اور معاشرتی آزادی کے سب سے بڑے علم بردار تھے جس کا واضح مثال میثاق مدینہ ہے جس کی ایک شق اس طرح ہے:

﴿لِلمُسلِمینَ دِینُهُم وَ لِلیَهُودِ دِینُهُم﴾[36]

"مسلمانوں کے لئے اپنا دین ہے اور یہودیوں کے لئے اپنا دین ہے۔"

حق و باطل اور اسلام و کفر ایک دوسرے سے الگ اور واضح ہو چکے ہیں ہر ایک کو اختیار حاصل ہے جو راستہ اسے پسند ہے اپنا لے۔

مسئلے کا حل:

اداروں کے سربراہان کو وقتاً فوقتاً اپنے ملازمین کو اس پر تنبیہ کرنی چاہیے اور ائمہ مساجد کو اپنے وعظوں میں کسی انسان کو چھیڑنے اور تنگ کرنے پر گناہ اور سزا کی یاد دہانی کرانا چاہیے تاکہ اس قسم کے واقعات رونما نہ ہوں۔

مقدمات میں تاخیر کا مسئلہ:

ان کا دعویٰ ہے کہ ہندو کمیونٹی نے ان کے گردوارے پر زبردستی مندر بنایا ہے جس کے خلاف انھوں نے پشاور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی ہے لیکن بدقسمتی سے تین عشروں کے بعد بھی وہ فیصلہ نہیں ہوا اور پورا گردوارہ بند کیا گیا ہے[37]۔ "یہی حال دیگر عبادت گاہوں کا بھی ہے جس کی حقانیت قومی اور ملکی اخبارات کی بیانات سے بھی عیاں ہے مثلاً ایک اخباری بیان ان الفاظ پر مشتمل ہے "پشاور کی سکھ برادری نے محکمہ اوقاف کے خلاف رٹ دائر کر دی۔"[38]

شرعی جائزہ اور حل:

اسلام کے نظام عدل میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ آسمانی کتب اور سب پیغمبروں کے آنے کا مقصد وحید عدل و انصاف کا نظام رائج کرنا تھا۔ جس پر قرآن ان الفاظ میں گواہ ہے:

﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾[39]

"اور جس وقت لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگے تو عدل وانصاف ہی سے فیصلہ کرتے رہنا۔"

ایک اور جگہ قرآن میں ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾[40]

"بے شک ہم نے تم پر ایک سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق لوگوں کے

مقدمات فیصلہ کرواور دھوکا باز لوگوں کے حق میں نہ بولنا۔"

علامہ جصاص لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے زرہ چرایا تھااور جب راز کھلنے کا خطرہ پیدا ہوا تواُسے ایک یہودی کے مکان میں رکھا۔زرہ جب یہودی سے برامد ہوئی تواس نے انکار کر دیا جب کہ حقیقی چور نے اس یہودی پر الزام لگایا۔بعض مسلمانوں نے اُس مسلمان (اصل میں منافق) کی حمایت کی تو سرکار دو جہان ﷺ کا میلان بھی ان کی طرف ہو رہا تھا کہ فوراًوحی الٰہی نے منافق کو چور اور اس یہودی کو بے قصور ثابت کیا جب کہ استغفار کی بھی تاکید اُتر آئی[41]۔"

دین محمدی میں ہر کسی کے ساتھ بلا تفریق مذہب و مسلک عدل وانصاف کرنا ضروری ہے۔لیکن مسلمان اپنے دین،اسلاف کے کردار اور ذمیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے احکام سے ناواقف ہیں جس کی وجہ سے ایسے مسائل رونما ہوتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

1۔سکھ کمیونٹی اس صوبے کے مستقل باشندے اور ایک الگ اقلیت ہے۔

2۔اس صوبے کے مستقل شہری ہونے کے ناطے انھیں دیگر شہریوں کی طرح تمام حقوق حاصل ہیں۔

3۔تاہم یہاں وہ کئی ایک مسائل کا شکار ہیں جیسے ان کے لئے نکاح رجسٹریشن اور شادی ایکٹ تاحال نافذ العمل نہیں ہے۔

5۔ہندوؤں اور عیسائیوں کے برعکس ان کے لئے مردم شماری میں الگ خانہ نہیں ہیں بلکہ انھیں " دیگر"کے خانہ میں شمار کیا گیا ہے۔

5۔بعض تعلیمی اداروں میں ان کے بچوں کو کبھی کبھار مذہبی اختلاف کی وجہ سے تنگ کیا جاتا ہے جو اچھی بات نہیں ہے۔

6۔اپنے مُردوں کی آخری رسومات کی ادائیگی کے لئے کوئی شمشان گھاٹ نہیں ہے اور خیر آباد جیسے دورافتادہ مقامات تک مردوں کو لے جانا پڑتا ہے جو جانی اور مالی تکلیف کا باعث ہے۔

7۔ان کے بعض مقدمات کئی عشروں سے نمٹنے کے منتظر ہیں۔

8۔تعلیمی اداروں میں اقلیتوں کے اسپشل کوٹہ کی عدم موجودگی کامسئلہ بھی درپیش ہے۔

9۔دوران ملازمت بعض اوقات مذہبی بحث و مباحثہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

10۔اسلام اقلیتوں کو مکمل معاشرتی آزادی اور حقوق دیتا ہے جس میں مذکورہ بالا معاشرتی مسائل بھی شامل ہیں تاہم غیر مسلم اپنے معاشرتی آزادی کے استعمال میں اسلام اور مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کے احترام کرنے کے پابند ہونگے۔

سفارشات:

1۔تمام اقلیتوں کو بحیثیت انسان اور پاکستانی شہری ہونے کے تمام بنیادی انسانی حقوق حاصل ہونے چاہیں۔

2۔حکومت وقت کو ان کے جائز مسائل معلوم کرکے ان کے حل کے لئے بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔

3۔مذہبی منافرت سے بچنا ضروری ہے تاکہ وطن عزیز پاکستان اندرونی اور بیرونی خلفشار سے محفوظ رہے۔

4 جبری تبدیلی مذہب اور زبردستی کی شادی اسلامی روح کے خلاف ہیں۔

5۔حُسن خلق اور ایک دوسرے کو برداشت کرنا سب کے لئے بہت مفید ہے۔

6۔اسلامی نظریاتی کونسل سے ان کے مسائل حل کرنے پر شرعی رائے لینا چاہئے۔

7۔نصاب تعلیم میں کسی مذہب ومسلک کے اکابرین کی تضحیک سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1]۔ گرو دیوار جن ۱۵۶۳ء کو پیدا ہوئے تھے۔ سکھوں کے پانچویں گرو ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے دور میں قابل احترام تھے لیکن خسرو نے جب سے اپنے باپ جہانگیر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو ارجن دیو کو خسرو کی مدد کرنے پر قلعہ لاہور میں قید اور وفات ہونا پڑا۔ گوردوارہ ڈیرا صاحب نزد قلعہ لاہور ان کی یاد میں تعمیر ہوئی ہے۔ (فیروز سنز،اردو انسائیکلو پیڈیا، (لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۴)، ص: ٦٨

Fairūz Sons, Urdū Encyclopedia, (Lāhūre, Fairūz Sons limited, 1984ac), p:68

[2]عمادالحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے بڑے مذاہب (نئی دہلی۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۱۹۸٦) ص: ۲۰۱۔ ۲۲۵ / محمد شارق، حافظ، اسلام اور مذاہب عالم، ص: ۱۲۱۔۱۳۱

'mād al-Ḥasan Azād Fārūqī, Dunyā kay Bary Bary Mazāhib, (Maktabat Jām'at Limited, New Dehlī, 1986ac), pp:201-225 / Muḥammad Shāriq, Ḥāfiẓ, Islām aur Mazāhib 'ālim, pp:121-131

[3]۔ امر جیت سنگھ الیکٹریشن اور فریج میکینک ہے شاہین مارکیٹ مردان، انٹرویو (۲۰۱۸/۰٦/٦ء) ، گرپال سنگھ مذہبی ومعاشرتی رہنما پشاور انٹرویو (۲۰۱۸/۰۸/۰۹) اور سردیف سنگھ مذہبی فرد غرغشتی (بونیر) ۲۰۱۸/۰٦/۰۳

Interview Amar Jīt Singh Electrician at Shāhīn Mārkīt, Mardān, on 06-July-2018 / Interview Girpāl Sing, Religious and Social leader, Peshawar, on 09-Aug-2018 / Interview Sardaif Sing, Religious Person, Būnair, 03-June-2018

4 البقرہ: ۲۲۱

Al-Baqarat, Verse:221

[5] مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم (بیروت، دارالجیل، سن ندارد)، حدیث: ۲٦۵۸

Muslim, Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār al-Ḥiyal, Beriūt), Ḥadīth # 2658

[6]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجعفی، الجامع الصحیح (دارالطوق النجاۃ، ۱۴۲۲)، حدیث: ۱۳۵٦۲

Bukhārī, Muḥammad bin Ism'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ , (Dār al-Ṭawq al-Najāt, 1422ah), Ḥadīth # 13562*

[7]بدرالدین عینی، محمود بن احمد بن موسیٰ، البنایہ شرح الهدایہ (بیروت، دارلکتبہ العلمیہ، ۲۰۰۰)، ج: ۷، ص: ۲۹۴

Badr al-Dīn 'īnī, Maḥmūd bin Aḥmad, Al-Bināyat Sharḥ al-Hidāyat, (Dār al-Kutab al-'lmiyyat, Beriūt 2000ac), Vol: 07, p:294

8 البقرہ: ۲۳۴

Al-Baqarat, Verse: 234

[9] البقرہ: ۲۳۲

Al-Baqarat, Verse: 232

[10] زیلعی: عثمان بن علی بن محجن، مخرالدین، تبیین الحقائق شرح کنزالد قائق (بیروت، دارالکتاب الاسلامی، ۱۳۱۳)، ج: ۲، ص: ۱۱۷

Zyla'ī, 'uthmān bin 'lī, Tabyīn al-Ḥaqā,eq Sharḥ Kanz al-Daqā,q, (Dār al-Kitāb al-Islāmī, 1313ah), Vol:02,p:117

[11] ابن عابدین: محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، ردالمحتار علی الدر المختار (بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۲ء)، ج: ۳، ص: ۷۷

Ibn-e-'ābdīn, Muḥammad Amīn bin 'umar, Rad al-Muḥtār 'lā al-Dur al-Mukhtār, (Dār al-Fikar,Beriūt, 1992ac), Vol:03,p:77

[12] محققین نے اس مسئلے پر جامعہ عثمانیہ پشاور سے فتویٰ طلب کیا تھا جو قارئین کے مد نظر ہے۔ محمود الحسن سواتی، دارُالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور۔ سلسلہ وار نمبر: ۷۹۵۳، (تاریخ واپسی ۲۰۱۹-۰۱-۰۸) فتویٰ نمبر: ۳۹۸-۲۹۷-۴۲۱۸۔

Maḥmūd al-Ḥasan Sawāṭī, Dār al-Iftā, Jām'at 'uthmāniyat, Peshawar, Silsila wār No:7953, (Tārīkh Wāpsī, 08-01-2019ac), Fatwā # 297,398,4218

[13] ، "شمشان گھاٹ کے لئے اراضی، محکمہ اوقاف نے فنڈز اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرلی" (روزنامہ مشرق ۰۶ مئی ۲۰۱۸) ، گرپال سنگھ

Daily Mashraq, 06-May-2018, Girpāl Sing

[14] الجامع البخاری، حدیث نمبر: ۳۰۱۶

Al-Jām' Al-Bukhārī, Ḥadīth # 3016

[15] الجامع البخاری، حدیث نمبر: ۳۰۱۷

Al-Jām' Al-Bukhārī, Ḥadīth # 3017

[16] زحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہٗ (دمشق، دار الفکر، دمشق، سن ندارد)، ج: ۸، ص۔ ۵۸۸۶

Zuḥailī Wahbat bin Musṭfā, Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatohū, (Dār al-Fikar,Beriūt), Vol:08,p:5886

[17] امرجیت سنگھ۔

Amarjīt Sing

[18] الحجرات: ۱۱

Al-Ḥujrāt, Verse:11

[19] الحجرات: ۱۱

Al-Ḥujrāt, Verse:11

[20] الانعام: ۱۰۸

Al-An'ām, Verse:108

[21] ابوداود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود (بیروت، مکتبۃ العصریہ، س ن)، حدیث نمبر: ۳۰۵۰

Abū Dā,ūd, Sulymān bin Al-Ash'ath, Sunan Abī Dā,ūd, (Maktabat al-A'ṣriyat, Beriūt), Ḥadīth # 3050

[22] ونیش ویلج کونسلر (بونیر انٹرویو ۲۰۱۸/۰۷/۳۰) گرپال سنگھ، سردیف سنگھ

Interview Wanīsh Village Councilor, at Buūnair, on 30-July-2018, Girpāl Sing, Sirdaif Sing

[23] المائدہ: ۸

Al-Mā,dat, Verse:08

[24] النساء: ۵۸

Al-Nisā,, Verse:58

[25] ۔ سکھ رہنما گرپال سنگھ نے دوران انٹرویو یہ بتایا تھا کہ کرم ایجنسی میں "گوردوارہ طلا صاحب" میں عید الفطر اور بڑی عید پر حسن ابدال میں گوردوارہ "پنجر صاحب" کے مقام پر یہی اجتماعات منعقد تھے لیکن روک دیے گئے۔

[26] ۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب، الخراج (القاہرہ، مکتبۃ ازھریہ التراث، سن ندارد)، ص: ۱۵۷

Abū Yoūsaf, Ya'qūb bin Ibrāhīm, Al-Khirāj, (Maktabat Azhariyat, al-Turāth, Cario), p:157

27۔ گرپال سنگھ۔

Girpāl Sing

28۔ الخراج، باب، قسمۃ الغنائم اذا اصیبت من العدو، فصل، قصہ نجران واھلھا، ص: ۸۵

Al-Khirāj, p:85

29۔ سنن ابی داود، حدیث نمبر: ۳۰۵۰

Sunan Abī Dā,ūd, Ḥadīth # 3050

30۔ ابو عبید، قاسم بن عبداللہ بن سلام، کتاب الاموال (بیروت، دارالفکر، سن ندارد)، ص: ۱۹۹

Abū 'ubaid Qāsim bin 'bd Allāh, Kitāb al-Amwāl, (Dār al-Fikar,Beriūt), p:199

31۔ ابو الحسن برھان الدین، علی بن ابی بکر مرعینانی ،الھدایہ فی شرح البدایہ (بیروت ،دار احیا التراث العربی سن اشاعت ندارد)، ج: ۴، ص: ۳۶۸

Abū Al-Ḥasan, Burhān Al-Dīn 'lī bin Abī Bakar, Al-Hidāyat fī Sharḥ al-Bidāyat, (Dār Iḥyā, al-Turāth Al-'arabiyyat, Beriūt), Vol:04,p:368

32۔ بنسری لال سکھ نمائندہ (بونیر جولائی ۲۰۱۸) گرپال سنگھ، سردیف سنگھ، امرجیت، وغیرہ

Bansrī Lāl Sikh, Girpāl Sing, Sirdaif Sing, Amrjīt etc, at Buūnair, July-2018

33۔ ایضا

Ibid

34 البقرہ : ۲۵۶

Al-Baqarat, Verse: 256

35 الکہف: ۲۹

Al-Kahf, Verse:29

36۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور (مطبع و سن اشاعت ندارد)، ص: ۲۳۶

Dr, Ḥamīd Allāh, Khuṭbāt Bahāwalpūr, p:236

37۔ گرپال سنگھ

Girpāl Sing

38۔ (روزنامہ مشرق ۲۰۱۸/۰۵/۱۶)

Daily Mashrq, 16-May-2018

39 النساء: ۵۸

Al-Nisā,, Verse:58

40 النساء: ۱۰۵

Al-Nisā,, Verse:105

41۔ جصاص، احمد بن علی، احکام القران (بیروت، دارالکتاب العربی ۱۳۳۵ ھ)، ج: ۲، ص: ۲۷۹

Jaṣṣāṣ, Aḥmad bin 'lī, Aḥkām al-Qurān, (Dār al-Kutub al-Arabī, Beriūt, 1335ah), Vol:02,p:279